

# عہد نبویؐ اور دور حاضر میں خواتین کی پیشہ و رانہ سرگرمیوں کا تقابلی جائزہ

بشری سجان\*

## Abstract

*Islamic society introduces its followers with their own identity. In Muslim society male acts as the protector and a female is considered as the backbone of the family. The discussion about the emerging role of Muslim women as professional or career oriented, their equal opportunities and challenges has vital importance in the Muslims platform. The present paper discusses with such issues that how and to what extent is social justice understood and applied to professional women in Muslim Society? Though the Islamic law provides her full protection and presents varied examples in supporting these issues. Even though, the obvious disparity of rights are found among different aspects of social justice.*

*There are different questions arises regarding this, as how can the intellectual level of women is less than a man, while at absence of the man, the woman is responsible for her home as the protector, guardian and as a reformer? How can be the Muslim woman considered unreliable in specific societal matters, however the one fourth portion of the "Shariah" is depend upon Hazrat Ayesha's jurisprudence? Why there is no consideration of mental torture as social injustice that is one aspect of domestic violence? Whereas the*

reality of human is the combination of soul and body. Despite facing such challenges, women continuously contribute efforts with full of determination in history and present will definitely show marvelous success in future.

Actually, the difference between the two opposite genders, their behaviors like tension, intensity, pleasure, beauty, deformities, affections and abhorrence are natural responses depending upon their current circumstances. The need is to promote tolerance and positive behaviors from both sides for the stability of the family system.

خواتین مسلم معاشرہ کی ایک فعال رکن ہے۔ عورت کی تربیت بہترین قیادت کے وجود کی ضامن ہے۔ وہ دنیا کی آبادی کا تقریباً نصف حصہ ہے اگر اس کی صلاحیتوں کو بروئے کار نہ لایا گیا تو نصف آبادی کے غیر فعال ہونے کے باعث یہ دنیا اقتصادی و معاشی بحران کا شکار ہو جائے گی جبکہ دوسری طرف یہ حقیقت بھی مسلمہ ہے کہ بین الاقوامی سطح پر ہر معاشرہ اپنے مخصوص مذہبی عقائد و رسم و رواج سے بھی مقید ہے۔ انہیں میں سے ایک اسلامی معاشرہ ہے جو اپنے تبعین کو ایک مخصوص تشخض سے متعارف کرواتا ہے۔ جس میں خاندان کی ساخت کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ مرد کو خاندان کا سربراہ اور عورت کا محافظ اور کفیل قرار دیا گیا ہے جب کہ عورت کو خاندان میں ریڑھ کی ہڈی سی حیثیت حاصل ہے۔ بلاشبہ مرد عورت کی تمام ضرورتوں کا کفیل سہی مگر موجودہ زمانے میں جب معاشی بدخلی اور مہنگائی اپنے عروج پر ہے تو ضروریات زندگی کی تکمیل کے لیے اپنی خاندانی اور گھریلو ذمہ داریوں کے ساتھ آج کی خواتین مردوں کے شانہ بشانہ کھڑی ہیں۔ اس مقصد کے تحت اسے مختلف پیشوں کو اختیار کرنا پڑتا ہے۔ جہاں اسے مختلف رویوں کو بھی برداشت کرنا ہے اور اپنی عزت نفس کا تحفظ بھی کرنا ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ کون سی وجوہات ہیں جن کی بناء پر عورت گھر سے باہر نکلنے پر مجبور ہوئی۔ کیا شریعت اسے اس بات کی اجازت دیتی ہے اور یہ اجازت مساوی حقوق کی بنیاد پر ہے یا نہیں۔ قرآن پاک میں سورہ الأحزاب میں اللہ تعالیٰ کا

عہد نبوی اور دور حاضر میں خواتین کی پیشہ و رانہ سرگرمیوں کا تقابلی جائزہ ۷۹

ارشاد ہے کہ:

”اور تم (عورتیں) اپنے گھروں میں باوقار طریقے سے رہا کرو اور پرانے جاہلی طریقے پر  
(بناوں سنگھار کر کے) اپنے آپ کو دکھاتی نہ پھرا کرو“

صحیح بخاری میں حضرت عائشہؓ سے حدیث مروی ہے کہ:

”ایسا ہوا ام المومنین سودہ بنت زمعہ ایک رات کو باہر نکلیں حضرت عمرؓ ان کو دیکھ کر کہنے لگے، سودہ ہم نے تمہیں پہچان لیا تم اپنے تین چھپا نہ سکیں وہ یہ سن کر آپؐ کے پاس آئیں اور آپؐ سے سے بیان کیا جو عمرؓ نے کہا تھا اس وقت آپؐ میری کوٹھری میں بیٹھے رات کا کھانا کھا رہے تھے آپؐ کے ہاتھ میں گوشت کی بڑی تھی اس وقت آپؐ پر وحی اترنے لگی پھر یہ حالت جاتی رہی اور آپؐ فرم رہے تھے کہ (عورتوں) اللہ تعالیٰ نے تم کو کام کاج کے لیے باہر نکلنے کی اجازت دی۔ (باب: 116، میں: 935، بخاری)

حضرت سودہ طائف سے لائی کھالیں درست کرتی اور ان کو دباغت دیتی تھیں۔

اب ہمارے پہلے سوال کا جواب تو مل گیا کہ جی ہاں شریعت اس بات کی اجازت دیتی ہے اور یہ اجازت خود اللہ تعالیٰ نے مرحمت فرمائی ہے کیونکہ جس حدیث کا حوالہ دیا گیا ہے وہ حدیث قدسی ہے۔<sup>۲</sup>

اب ہم اس اجازت کو استنباط احکام کے ذریعے ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور اس کے لیے اللہ کی مدد کے طلبگار ہیں۔ سب سے پہلے یہ نظر میں رکھنا ضروری ہے کہ کام کاج کے لفظ کو مخصوص کاموں سے مقید نہیں کیا گیا ہے، اوقات کو متعین نہیں کیا گیا ہے اور اس ضمن میں عورت پر کسی طرح کی بھی سختی یا پابندی کا کوئی پہلو بھی نہیں نکلتا ہے۔ اب ہم اسی سوال کے اگلے حصے کی طرف آتے ہیں کہ کیا شریعت کی یہ اجازت مساوی حقوق کی بنیاد پر ہے یا نہیں؟

قرآن پاک میں زندگی کے عالمی پہلو سے متعلق جتنی بھی آیات آئی ہیں ان سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تبارک تعالیٰ نے عبادات، اجر و ثواب، عمل، حصول علم اور حقوق میں مرد و عورت کے مابین کہیں بھی کوئی بھی فرق روانہ نہیں رکھا ہے جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد ہے کہ:

”اور جو نیک کام کرے گا مرد ہو یا عورت اور وہ صاحب ایمان بھی ہو گا تو ایسے لوگ

بہشت میں داخل ہو گئے اور ان کی قتل برابر بھی حق تلقی نہیں ہو گئی” (النساء: 124)

”مردوں کو ان کے کاموں کا ثواب ہے جو انہوں نے کئے اور عورتوں کو ان کے کاموں کا ثواب ہے جو انہوں نے کیے“ (النساء: 32)

”اور عورتوں کا حق (مردوں پر) ویسا ہی ہے جیسے دستور کے مطابق (مردوں کا حق) عورتوں پر ہے“ (البقرہ: 228)

تو ان کے پوردگار نے ان کی دعا قبول کر لی (اور فرمایا) کہ میں کسی عمل کرنے والے کے عمل کو مرد ہو یا عورت ضائع نہیں کرتا تم ایک دوسرے کی جنس ہو۔ (آل عمران: 195)

حتیٰ کہ جب سزا کی بات ہے تو بھی عورتوں اور مردوں میں کوئی فرق نہیں سورۃ النور میں ارشاد ہے کہ: ”بدکاری کرنے والی عورت اور بدکاری کرنے والا مرد (جب ان کی بدکاری ثابت ہو جائے تو) دونوں میں سے ہر ایک کو سو درے مارو۔ (النور: ۲)

پھر سورۃ المائدہ میں ارشادِ ربانی ہے :

”اور جو چوری کرے مرد ہو یا عورت ان کے ہاتھ کاٹ ڈالو یہ ان کے فلکوں کی سزا اور خدا کی طرف سے عبرت ہے خدا زبردست اور صاحب حکمت ہے“ (سورۃ المائدہ: ۳۸)

یہاں ذرا صاحبِ حکمت کے لفظ کو یاد رکھیے گا اور غور کیجیے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے عورت کو فکرو تدری و ذہانت میں کم بنایا ہوتا تو اللہ سے بڑھ کر زبردست، صاحبِ حکمت اور انصاف کرنے والا کون ہے وہ خود ہی سزا میں بھی نرمی کا پہلو رکھتا لیکن معاشرتی زندگی کے ان جرائم سے متعلقہ جن کا تعلق اللہ کی عطا کردہ سب سے بڑی نعمت ”عقل“ سے ہے کہ جس کے ذریعے اپنے لئے صحیح اور غلط کی پیچان کی جاتی ہے اور حق و باطل میں سے صحیح راستِ اختیار کیا جا سکتا ہے وہاں عورت کو مساوی درجہ دیا ہے ہاں اگر عورت اور مرد کے مابین کوئی فرق رکھا ہے تو قرآن پاک کی سورۃ بقرۃ ۲۲۸ میں رب تعالیٰ فرماتے ہیں کہ:

”البته مردوں کو عورتوں پر فضیلت ہے“ (البقرۃ: ۲۲۸)

اور پھر قرآن پاک کی بہترین تفسیر قرآن پاک ہی کے مصدق سورۃ نساء میں اس کی وضاحت بھی کر دی کہ:

”مرد محافظ گران ہیں خواتین پر خواتین پر اس وجہ سے کہ فضیلتِ دی ہے اللہ تعالیٰ نے مردوں کو خواتین پر اس وجہ سے کہ مرد خرچ کرتے ہیں اپنے ماں سے (عورتوں کی ضرورت

آرام کے لیے) پھر نیک عورتیں تابعدار ہوتی ہیں کہ مردوں کی غیر موجودگی میں اللہ کی مدد سے (ان کے حقوق کی) حفاظت کرتی ہیں۔“ (النساء: ۳۲)

یہاں 'الرجال قوامون'، کا لفظ استعمال ہوا ہے کسی چیز کی ضروریات کو مہیا کرنے والے، اس کی نگہبانی اور حفاظت کرنے والے اور اس کی اصلاح اور درستگی کے ذمہ دار کو عربی میں قوام کہا جاتا ہے۔<sup>۳</sup> غرض کہ مرد کو محافظ و نگہبان و مصلح بنا کر اور پیسہ خرچ کرنے کے اعتبار سے فضیلت دی گئی ہے مرد معاملہ فہم، جسمانی طور پر قوی اور دور اندازش ہے یہاں پر کہیں بھی اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اللہ نے عورت کو دوسرے درجہ اور ناقص العقل قرار دیا ہے ورنہ آیت کے الگ حصے کے مطابق اسے مرد کی غیر موجودگی میں اس کے (آبرو اور مال) کی حفاظت کا ذمہ نہ سونپا جاتا۔ مال و آبرو کی حفاظت وہی شخص کر سکتا ہے جس میں یہ صلاحیت پائی جاتی ہے غرض کہ کہیں بھی فکرو تدبیر کی صلاحیتوں میں کوئی فرق نہیں رکھا گیا البتہ بعض میں یہ صلاحیت بدرجہ اتم زیادہ پائی جاتی ہیں ورنہ ہمارے فتنے کی ایک تہائی حصے کی بنیاد حضرت عائشہؓ کے فکرو تدبیر پر نہ ہوتی۔

دوسری طرف ہمیں اس بات پر بھی نظر ثانی کرنی ہو گی کہ یہ "مساوات" کی اصطلاح مغرب کی متعارف کردہ ہے جبکہ اسلام انفرادیت پر زور دیتا ہے اس کائنات میں پائی جانے والی ہر مخلوق اپنی ایک انفرادی حیثیت اور مقام رکھتی ہے اور جب اسے اپنی انفرادی حیثیت اور مقام سے ہٹا دیا جائے یا اس مقام کے عین مطابق سلوک نہ کیا جائے تو پھر یہ ظلم کے زمرے میں آ جاتا ہے<sup>۴</sup> اور حضرت علیؑ کا قول بھی ہے کہ کفر پر منی حکومت تو چل سکتی ہے پر ظلم و نا انصافی پر منی حکومت نہیں چل سکتی<sup>۵</sup> اور یہی وہ مقام ہے جہاں ہم ایک غیر مساوی اور غیر منصفانہ رویہ صنف نازک سے اپناتے ہیں اور یہیں سے اس کی مشکلات کی ابتداء ہوتی ہے۔

تفسیر ابن کثیر میں ایک حدیث رقم ہے کہ:

"اپنے گھروں سے چھٹی رہو، بلا ضرورت باہر نہ نکلو"<sup>۶</sup>

اس حدیث میں "لغیر الحاجته" یعنی بلا ضرورت کا لفظ بنیادی حیثیت رکھتا ہے اب

ہم ان اسباب کی طرف آتے ہیں جن کی بناء پر ایک مسلمان عورت کو گھر سے باہر نکلنے کی ضرورت پیش آتی ہے جیسا کہ بعض ناگہانی آفات کے نتیجہ میں بیوی، طلاق، ولی کا نہ ہونا وغیرہ یا پھر عورت کا تنہا ہونا یا ورشہ کا نہ ملنا اور مہر وغیرہ جیسے حالات میں شریعت کیا حکم عائد کرتی ہے۔ قرآن پاک میں مطلقہ سے متعلق احکامات کے تحت سورۃ البقرہ میں ہے:

”اور مطلقہ عورتوں کو دستور کے مطابق فائدہ پہچانا پر ہیز گاروں پر واجب ہے،“ (ابقرہ: ۲۳۱)

سورہ نساء میں ارشاد ہے:

”اور تم ان میں سے ایک کو (جسے تم چھوڑنا چاہتے ہو) ڈھیروں مال دے چکے ہو تو اس میں سے کچھ بھی واپس نہ لو“ (النساء: ۲۱-۲۲)

بیوی کی صورت میں سورۃ البقرہ کی آیت ۲۲۰، ۲۲۱ میں پسندیدہ کام نکاح کو قرار دیا گیا ہے۔ اور جو لوگ تم میں سے مر جائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں تو انہیں اپنی بیویوں کے لیے سال بھر کے لیے گزارہ کے واسطے وصیت کرنی چاہیے گھر سے باہر گئے بغیر، پھر اگر وہ خود نکل جائیں تو تم پر اس میں کوئی گناہ نہیں جو وہ عورتیں اپنے حق میں دستور کے موافق کریں، اور اللہ زبردست حکمت والا ہے۔ (سورۃ البقرہ: ۲۲۰)

”اور جو تم میں سے مر جائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں تو ان بیویوں کو چار مہینے دس دن تک اپنے نفس کو روکنا چاہیے، پھر جب وہ اپنی مدت پوری کر لیں تو تم پر اس میں کوئی گناہ نہیں جو وہ دستور کے مطابق اپنے حق میں کریں، اور اللہ اس سے جو تم کرتے ہو خبردار ہے،“ (سورۃ البقرہ: ۲۲۰)

اسی طرح مہر کے بارے میں ارشاد ربانی ہے کہ:

”تو وہ ان کو ان کے مہر جو مقرر ہیں“ (النساء: ۲۲۱)

مہر عورت کا حق اور معاشری تحفظ بھی ہے اگر کوئی عورت اپنا مہر معاف کر دے اور پھر کسی وجہ سے دوبارہ طلب کرے تو قاضی شریعہ کے مطابق شوہر کو وہ ادا کرنا ہو گا۔ آئیے اب ہم ذرا اپنے موجودہ معاشرہ پر نظر ڈالیں اسلام تو یہ کہہ رہا ہے کہ ڈھیروں مال بھی دے چکے تو واپس نہ لو یہاں تو اکثر اوقات عورت سے اس کا اپنا زیور بھی واپس لے لیا جاتا ہے پھر اللہ فرمایا ہے کہ ان کو اپنے پسندیدہ شوہروں سے نکاح

عہد نبوی اور دور حاضر میں خواتین کی پیشہ ورانہ سرگرمیوں کا تقابلی جائزہ ۸۳

کرنے سے مت روکو یہاں تو طلاق ہی اس بات پر دی جاتی ہے کہ عورت دوسری شادی نہ کرے گی ورنہ اس سے بچے واپس لے لیے جائیں گے اور مہر کو تو بسانی خلع کا نعم البدل بنا لیا جاتا ہے کہ عورت حق مہر معاف کر دے اسے خلع مل جائے گی اسی طرح کبھی ونی کر کے یا جہیز کو وراثتی حصہ کا نام دے کر عورت کو اس کے وراثتی حق سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ اسی طرح شریعت قانون قصاص و دیت کے تحت عورت کو بکثیت ولی مقتول کو قصاص لینے کا حق بھی دیتی ہے ۸ جبکہ مجموعہ تعریفات پاکستان کی دفعہ 313 کے مطابق اگر ولی نا بالغ یا مجنون ہو تو ماں، دادی یا نانی کو قصاص لینے کا حقدار نہیں قرار دیا گیا۔

اب ان تمام مسائل کی موجودگی میں عورت اپنا اور اپنے بچوں کا معاشی تحفظ کیسے کرے گی سوائے گھر سے باہر نکل کر روزی کمانے کے علاوہ کوئی اور چارہ نہیں غرض کہ شریعت تو عورت کو بھر پور تحفظ فراہم کر رہی ہے پر وہ احکامات نافذ اعمال نہیں ہو رہے اب ایسی صورت میں ہمیں شریعت ہی راستہ بھی دکھا رہی ہے۔ حدیث شریف کے مطابق حضرت جابر بن عبد اللہ الانصاری کی خالہ کو طلاق ہوئی تو رسول ﷺ نے انہیں کھیتوں میں جانے اور کھجوروں کے درخت کاٹنے کی اجازت دیتے ہوئے کہا کہ: "آخر جی فجدی نخلک لعلک ان تصدق منه او تفعلي خيرا" ۹ آپ باہر جا کر کھیتوں میں کام کاچ کریں اور کھجور کے درخت کاٹا کریں تا کہ اس آمدنی سے صدقہ کریں اور بھلانی کر سکیں۔ ۱۰ گویا رسول ﷺ نے طلاق کے بعد عورت کو کام کرنے کی اجازت دی ہے اب ذرا معاشرے کے دوسرے مسائل کی طرف نظر ڈالیے آج کل کا اہم ترین مسئلہ بیروزگاری ہے، یا اتنی کم آمدنی ہے کہ گزارہ ہی ممکن نہیں تو اسی ضمن میں حدیث شریف ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود کی بیوی زینب اور ابی مسعود کی بیوی زینب رسول ﷺ کے پاس آئیں اور دریافت کیا کیا وہ اپنی آمدنی خاوندوں پر خرچ کریں اس پر رسول ﷺ نے فرمایا تمہارے لیے دوہرہ اجر ہے صدقے کا اور رشتہ داروں سے حسن سلوک کا۔ ۱۱ اور پھر یہ بھی ایک صورت حال ہے کہ زوجین کے مابین زبردست لڑائی ہوتی ہے شوہر کے بجائے بیوی کماتی ہے یا شوہر کماتا تو ہے پر خرچ نہیں کرتا تو اس سے متعلقہ عہد نبوی میں خولہ

بنتِ غلبہ کا واقعہ درج کرتی ہوں کہ ان کی اپنے شوہر سے زبردست لڑائی ہو گئی تو آپ کے شوہر نے غیر ارادی طور پر آپ کو ماں کہہ بیٹھے ॥ رسول ﷺ تک جب یہ معاملہ پہنچا تو آپ ﷺ نے فرمایا بیوی سے الگ رہو پھر آیت نازل ہونے کے بعد کفارہ کی ادائیگی کے تینوں طریقے بیان کر دیئے تو خولہ نے فرمایا کہ ان کے پاس تو کچھ بھی نہیں وہ تو بہت مسکین شخص ہیں پھر رسول ﷺ نے فرمایا کہ کفارہ کی ادائیگی کے لئے آدمی کھجوریں میں دیتا ہوں تو غلبہ نے کہا بہتر آدھا وثق میں دے دوں گی تو رسول نے فرمایا یہ تم نے بہت اچھا کیا اور خوب کام کیا ॥<sup>۱۲</sup>

متفق علیہ حدیث ہے کہ ”اور عورت اپنے شوہر کے گھر، اور اس کے بچوں کی نگہبان ہے اور اس سے ان کے بارے میں سوال ہوگا“<sup>۱۳</sup>

سبحان اللہ نصوص ہی ہمیں اس جواب دی کے لیے ناصرف دلائل فراہم کر رہی ہے بلکہ اس کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کرتے ہوئے راہ یابی کے سامان بھی مہیا کر رہی ہے۔ اور خاندان کی ان دونوں بنیادوں کے مابین ایک توازن کو برقرار رکھنے پر زور دیتی ہے۔ ڈاکٹر فرح<sup>۱۴</sup> کے مطابق:

درactual عورت اور مرد کا فرق، ان میں ایک تباہ اور شدت، محبت اور نفرت یہ تخلیق کار کی عنایت کرده ہے اس میں خوبصورتی، بدصورتی، وقت اور حالات کی پیدا کردہ ہے ضرورت اس بات کی ہے کہ اچھی اور بہتر بات کو فروغ دیا جائے اور ثابت طرز عمل اختیار کیا جائے تا کہ خلیج کم ہو اور معاشرہ مستحکم ہو۔

اب میں اپنے مقالہ کے اس پہلو کی طرف آتی ہوں کہ مختلف پیشے اختیار کرنے کے بعد خواتین کو اپنی صلاحیتوں کو ایک فعال رکن کے طور پر منوانے کے لیے کن کن دشوار گزار مراحل سے گزرنا پڑتا ہے جیسا کے مخلوط ماحول میں مہارت طلب فنون میں مرد سے بلند نہ سہی برابری کی سطح پر ہی اپنی حیثیت کا منوانا اور اس سے متعلقہ درپیش مسائل کو چیلنج سمجھ کر قبول کرنا، مردوں کے مقابلے میں کم تنخواہ پانا، ذرائع آمد و رفت کی سہولیات کا نہ ملنا، زیادہ بہتر پیشے کا تعین کرنا وغیرہ۔ اس کے علاوہ مختلف حیلوں سے مثلاً مدد کے صلے کے طور پر غلط مفاد کا حصول، دست درازی اور جملے کسنا، آنکھوں کے اشارے ہوں یا ذمہنی گفتگو یا

عہد نبوی اور دور حاضر میں خواتین کی پیشہ ورانہ سرگرمیوں کا تقابی جائزہ ۸۵

اس کو کمتر اور کم فہم مخلوق سمجھنا سب ہی عورت کی تذلیل اور اس کے لیے اذیت کا باعث بنتا ہے اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا آج کے دور میں مسلم معاشرہ میں ایک فعال رکن کی حیثیت کے طور پر اپنے آپ کو منوانے کے لئے پیشہ ورانہ سرگرمیوں میں مصروف خاتون اسلامی معاشرے میں کامیاب تصور کی جاتی ہے یا "نَا كَامْ مَا" کا لقب پانے کے ساتھ ساتھ گھر کے ٹوٹ جانے کا سبب بھی اسے ہی گردانا جاتا ہے مزید یہ کہ ان حالات میں عورت کیا دوہری ذمہ داریوں کا بوجھ خوش اسلوبی سے ادا کر پائے گی؟

پاکستان کی دیہی (شعبہ زراعت) اور شہری عورت (معاشیت سے وابستہ) کے حقوق میں پایا جانے والا واضح تفاوت کے باوجود اکثریت کا ذہنی اور جسمانی تشدد کا شکار ہو نا بہت سے سوالات کو جنم دیتا ہے، جسمانی تشدد پر باقا عده قانون بنائے جا چکے ہیں جو کہ عورت کو کسی حد تک تحفظ بھی فراہم کر رہے ہیں جسم تو فانی ہے اس پر لگائے گے زخم بھی فانی جو علاج معالجے سے بھر جاتے ہیں مگر ذہنی اذیت روح کو گھائل کر دیتی ہے، اور روح امراللہ ہے لاحظ ابدی ہے۔ اس پر لگے گھاؤ کے اعتساب کے لیے آج تک کوئی قانون نہ بن سکا یہ بھلا کیسے معاف ہونگے۔ ہر حال یہ تمام وہ رکاوٹیں ہیں جو عورت کی خود اعتمادی، اس کی بروقت صحیح فیصلہ کرنے کی قوت اور اس کی یقین کی کیفیت کو نکست و ریخت سے دوچار کر دیتی ہے۔

اب ہم دیکھتے ہیں کہ وہ کون سی قوانین، اصلاحات اور قوانین ہیں جو عورت کو ایک خاص قوت عطا کریں گے اور اس کو تحفظ فراہم کریں گے ہم جانتے ہیں کہ اسلامی معاشرے میں اللہ تعالیٰ نے مرد کو عورت کا "قوم" بنایا ہے تو بات بواسطہ انہیں تک پہنچ گئی کہ مرد ہی اسلامی معاشرے میں ایسے اصول و ضوابط بنانے میں معاون اور ایسی اصلاحات کے نفاذ میں مددگار ہو گا جو عورت کی خود اعتمادی اور تحفظ کے ضامن ہونگے مزید براں ایسے قوانین کو بنانے میں عورت کی اپنی حیثیت دائیں بازو کی سی ہوگی اور یہ دونوں ملکر ایسے قوانین بنائے ہیں جو کہ ان عورتوں کو بھی تحفظ فراہم کریں گے جو براہ راست اس سارے عمل میں شامل نہیں ہیں جیسے کہ حضرت عمرؓ نے فوجیوں کی گھر واپسی کی مدت کا تعین حضرت حظہ

سے مشورے کے بعد کیا۔

اسی طرح صلح حدیبیہ میں حضرت ام سلمہ کا وہ مشورہ کہ صنف نازک کی پوری تاریخ اصحاب رائے کی ایسی عظیم و الشان مثال نہیں پیش کر سکتی جب صلح کے بعد رسول نے حدیبیہ میں قربانی کا حکم دیا تو لوگ اس قدر دبرداشتہ تھے کہ ایک شخص بھی نہ اٹھا کیونکہ اظاہر معاهدہ کی تمام شرائط مسلمانوں کے خلاف تھیں اس لیے تمام مسلمان رنجیدہ اور غصے میں تھے آپ گھر تشریف لے گئے اور حضرت ام سلمہ سے شکایت کی تو انہوں نے کہا آپ سے فرمایا کہ کسی سے کچھ نہ فرمائیں بلکہ باہر نکل کر خود قربانی کریں اور احرام اتارنے کے لیے بال منڈوائیں۔ آپ نے ایسا ہی کیا لوگوں نے جب دیکھا تو سب نے ایسا ہی کیا ہجوم کا یہ ہال تھا کہ ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑتا تھا اور عجلت اس قدر تھی کہ ہر شخص جامت بنانے کی خدمت انجام دے رہا تھا۔<sup>۱۶</sup>

ام المؤمنین کی یہ رائے ایک طرف تو علوم القرآن کے ایک اہم ترین علم ”علم نفس“<sup>۱۷</sup> کی وضاحت کرتا ہے دوسرے اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ انسانی نظر سے بخوبی واقف تھیں۔

تاریخ انسانیت میں ایک اور اہم مثال حضرت خدیجہ کی ہے جنہوں نے انسانیت کی بقاء و فلاح و بہبود کے لئے رسول کے مشن پر اپنا تمام اثاثہ قربان کر دیا۔ این ہشام اپنی کتاب میں رقم طراز ہیں کہ آپ نے اپنے والد کے قتل کے بعد ان کی تجارت کو باطنیں احسن سنبھال لیا اور اپنے متفلکر اور زیریک ذہن کی بنا پر اپنے سرمایہ کو روز افزوں کرنا شروع کر دیا آپ کی تجارت با تجربہ اور با کردار افراد کے توسط سے عرب کے گوشہ و کنار تک پھیلی ہوئی تھی روایت کی گئی ہے کہ ہزاروں اونٹ آپ کے کارکنان تجارت کے قبضہ میں تھے جو مصر، شام اور جبہہ جیسے ممالک کے اطراف میں مصروف تجارت تھے۔<sup>۱۸</sup>

مکہ میں بھی رواج تھا کہ لوگ نفع میں مقررہ شرح سے شرکت کی بنیاد پر دوسرے لوگوں کے ذریعے بھی تجارتی کاروبار کرتے تھے جس کو فقہی اصطلاح میں مضاربت کہا جاتا ہے اپنے والد اور شوہر کے انتقال کے بعد حضرت خدیجہؓ نے بھی یہی طریقہ اختیار کیا تھا۔

عہد نبوی اور دور حاضر میں خواتین کی پیشہ و رانہ سرگرمیوں کا تقابلی جائزہ ۸۷

ایک طرف تو حضرت خدیجہؓ کا عرب کی تجارت میں ایک اہم مقام اور پھر رسولؐ کا ان کو بھرپور تحفظ فراہم کرنا، حضرت خدیجہؓ کی ہر عملی جدو جہد کو سراہنا اور اب رسولؐ کے حضرت ام سلمیؓ کے مشورے پر عمل کرنے نے مسلمانوں کی تاریخ میں مسلم معاشرے میں خواتین کی عملی جدو جہد اور ان کی قدر و منزلت کو ایک نیا موڑ دیا لہذا ہم اسلامی تاریخی کتب<sup>۱۹</sup> میں بیشمار ایسی صحابیات کا ذکر پاتے ہیں جن کا تعلق مختلف علوم و فنون سے رہا تھا جیسے کہ طب اور جراحی میں رفیدہ اسلامیہ جن کا خیمه مسجد نبوی کے پاس تھا اور جس میں جراح خانہ بھی تھا۔ بعض صحابیات عموماً کپڑا بنانا کرتی تھیں جو ان کو اور ان کی اولاد کو کافی ہوتا تھا۔ مدینہ میں عموماً انصاری خواتین کاشتکاری کرتیں تھیں۔ مہاجر خواتین میں حضرت اسماء کا بھی یہی مشغله تھا۔ تجارت میں حضرت خدیجہؓ کے علاوہ حضرت خولہ، ملکیہ ثقفیہ، اور بنت محریر عطر کی تجارت کرتی تھیں سلامیؓ کو ذریعہ معاش بنانا عام تھا۔ حضرت نبی بھی دستکار تھیں۔ غرض کہ مسلم خواتین کا ہماری تاریخ میں ہمیشہ ہی سے ایک اہم کردار رہا ہے جبکہ مذہبی اور ثقافتی پاسداری پر بھی کوئی آنج نہیں آنے دی ہے۔

اسی روشن پر چلتے ہوئے موجودہ دور کی مسلم خواتین بھی پیشہ و رانہ سرگرمیوں میں اپنا بھرپور کردار ادا کر رہی ہیں اور ایک روشن مستقبل کے حصول میں کوشش ہیں اس ضمن میں ان ایرانی خواتین کی کامیابیوں کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا جو بڑی خوش اسلوبی سے اسلامی لباس کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے ترقی کے منازل طے کر رہی ہیں۔ جنہوں نے 2016 کے اولمپک میں حجاب پہن کر شرکت کی اس کے علاوہ چیس کی کھلاڑی اٹوسا پور کاشیانی جس نے وومن گرینڈ ماسٹر کا خطاب پایا۔ اسکے ساتھ ساتھ ایرانی خاتون مرزا غانمی جس نے علم حساب میں نوبل پرائز حاصل کیا اور مغرب میں پایا جانے والا ایک عمومی خیال کے عورت ایک اچھی حساب دان نہیں ہوتی کو غلط کر دکھایا اور اسی معاشرہ کی ایک اور قابل تحسین مثال شیریں عبادی ہے جس نے نوبل امن پرائز حاصل کیا۔ اسی طرح امریکن مسلم ڈیلیا مجاہد جو گلیپ سنٹر آف مسلم سٹڈیز کی ایگزیکٹو ڈارکیٹر ہے اور عصر حاضر کے مسلمانوں کے مسائل کے حل کے لیے بین الاقوامی سطح پر کام کر رہی ہیں۔

عسکری سطح پر جہاں ہماری تاریخ حضرت امام، حضرت صفیہ، ام المؤمنین حضرت جویریہ اور دیگر صحابیات کے جوانمردی کے حیران کن کارناموں سے روشن ہے وہاں عصر حاضر کی بدنام زمانہ دہشت گرد جماعت آئی ایس کے خلاف جہاد کرنے والوں میں کروش مجاهدہ ”پیش مرگاہ“ اور عراقی مجاهدہ ”امیہ نجی الجبارۃ“ کی بہادری کو فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ اسی طرح متحده عرب امارات کی مریم المنصوري جنہیں پہلی فایٹر پائلٹ بننے کا اعزاز حاصل ہے۔

حافظت اسلام کے اہم ترین فرض کی ادائیگی میں حضرت عائشہؓ کی عملی جدوجہد اور فقہی فراست سے کون واقف نہیں۔ آپ ہی کی پیروی اختیار کرتے ہوئے بارہویں صدی عیسوی میں فاطمہ ثرہ قدری نے علم فقہ میں وہ مقام حاصل کیا کہ آج تک اس پائے کی فقیہ خاتون سامنے نہیں آسکی۔ آپ کی ذہانت کا یہ حال تھا کہ آپ کے شوہر علاء الدین الکاسانی تھے جو کہ اپنے وقت کے خود بہت بڑے فقیہ تھے مگر اکثر مسائل میں اپنی اہلیہ سے مشورہ لینے کے بعد فتویٰ دیتے۔ اپنی فراست کے باعث آپ نور الدین زنگی بادشاہ کی نہایت قابل اعتبار مشیر بھی تھیں۔ اسی طرح سعیدہ وارثی جنہیں مملکت برطانیہ کی کابینہ میں پہلی مسلمان منстр بننے کا اعزاز حاصل ہے اور یہاں سمعیہ جبراٹی کا ذکر بھی ناگزیر ہے جنہیں سعودی عرب کی تاریخ میں پہلی خاتون چیف اڈیٹر بنا یا گیا جس نے سعودی عرب کی خواتین سے متعلقہ قوانین کو ایک نیا موڑ دیا اور اسی طرح بیشتر وہ خواتین جنہوں نے مسلسل اور مستقل جدوجہد کے ذریعے خواتین کے لئے ہر شعبے تک رسمائی کو ممکن بنا دیا ہے۔

### اختتامیہ

ہم جانتے ہیں کہ تاریخ ہمیشہ اپنے حال سے مسلک رہی ہے اور مستقبل کو بھی حال سے عیجادہ نہیں کیا جا سکتا مسلم خواتین کے عظیم الشان کام خواہ ماضی سے متعلقہ ہوں یا حال سے خواتین کے روشن مستقبل کے ضامن ہوتے ہیں۔ عالم اسلام میں اگرچہ خواتین تھوڑی تعداد میں سرگرم عمل ہیں مگر اللہ کے فضل سے زیادہ تر ان میں مختی، ذہین اور اپنے کام

عہد نبوی اور دور حاضر میں خواتین کی پیشہ و رانہ سرگرمیوں کا تقابی جائزہ ۸۹

میں مہارت رکھتی ہیں۔ توی امید ہے کہ جیسے جیسے راستوں کی دھند ہٹتی جائے گی منزل کے نشان واضح ہوتے جائیں اور موجودہ خواتین اسلام آئینہ کی تاریخ اسلام کے لیے بہترین مثال ثابت ہوں گیں۔

## حوالہ جات

- ۱۔ اسلام الغائب، اشیعہ جزری، ج: ۵، دارالمعارفہ، بیروت، لبنان، ص: ۲۳۰۔
- ۲۔ لغوی طور پر ہر نئی چیز کو حدیث اور پاک چیز کو قدس کہتے اصلًا رسول اللہ کا وہ فرمان ہے جس کی نسبت آپ نے اللہ تعالیٰ کی طرف کی ہو۔
- ۳۔ محمد کرم شاہ الازہری، ضمایر القرآن، ج: ۱، ضمایر القرآن پبلیکیشنز، لاہور، ص: ۳۲۹۔
- ۴۔ A Human Weakness According to the Quran :Tyrannizing The Nafs, Hassan Kamil Yilmaz, 2010 -May / Apr, issue : 022, page : 013
- ۵۔ حضرت علیؑ، نقح البستان، la / iqlawal ky Ali lmam / category / karb.la
- ۶۔ ايضاً۔
- ۷۔ تفسیر ابن کثیر 3/482
- ۸۔ عابدہ علی، اور عورت قرآن و مفت تاریخ کے آئینے میں، س: 386، کتب خانہ قرآن منزل، لاہور
- ۹۔ قانون قصاص و دیت ایک تجزیہ ریسرچ سیل و دمن ایڈ ٹرست سیل پاکستان، 2011، ص: ۳۸۔
- ۱۰۔ ابو داؤد و عفیون: سنن، الحمد الشافی، کتاب الطلاق، باب فی المبتوة تخرج بالنهار، حدیث 2297
- ۱۱۔ الاصابہ فی تمجیز الصحابہ، ابن حجر عسقلانی،الجزء الرابع، ص: ۳۱۹۔
- ۱۲۔ زمانہ جاہلیت میں عرب اپنی بیویوں کو اس طرح سے کہہ دیتے تھے اسے ظہار کہتے ہیں اور پھر سمجھتے تھے کی عورت اپنے خاوند پر حرام ہو گئی یہ واقعہ رسول ﷺ کے زمانہ میں ہوا تو اس کے بارے میں سورۃ مجادلہ کی آیات نازل ہوئیں ظہار کو ناجائز اور گناہ قرار دیا گیا اور کفارہ کا حکم آیا۔ تو ان کے شوہر کے پاس کفارہ ادا کرنے کے بھی پیسے نہ تھے کہ ان کی زوجہ خرچہ چلاتی تھیں۔
- ۱۳۔ ابو داؤد، کتاب الطلاق، باب فی ظھار، ح: ۲۲۱۳۔
- ۱۴۔ صحیح بخاری، کتاب الاحکام، باب قوله تعالیٰ (اطیعو اللہ و اطیعالرسول اولی الامر منکم)

تزمین الحدیث ص ص ۷۱۳، ۱۱۱/۱۳،

- ۱۵۔ ڈاکٹر فرح گل بقا ی میں مجلہ تاریخ ثقافت پاکستان، قومی ادارہ برائے تحقیق تاریخ و ثقافت قائد اعظم یونیورسٹی کی مدیر اعلیٰ ہیں اور معاشرتی مسائل پر ایک عمیق نگاہ رکھتی ہیں۔
- ۱۶۔ ”کہہ دو کہ روح میرے رب کا امر ہے“ (سورہ اسراء ۸۵، حدیث ۱۹)
- ۱۷۔ صحیح البخاری، کتاب الشروط، ۵۳۶، حدیث ۱۹
- ۱۸۔ علامہ اقبال نے علوم قرآن کی تقسیم ایک دوسرے زاویہ نگاہ سے کی ہے۔ اس سلسلے میں علامہ اقبال نے حکیم عرشی امرت سری سے ایک بار دوران گفتگو فرمایا کہ ”علم کے چار ذریعے ہیں اور قرآن مجید نے ان چاروں کی طرف رہنمائی کی ہے۔ مسلمانوں نے ان کی تدوین کی اور دنیا نے جدید اس باب میں ہمیشہ مسلمانوں کی منت کش رہے گی۔ پہلا ذریعہ وحی ہے اور وہ ختم ہو چکا ہے۔ دوسرا ذریعہ آثار قدیمه اور تاریخ ہے جس پر قرآن کی آیات متوجہ کر رہی ہیں۔ ”سیروا فی الارض“، اس آیت سے علم آثار کی بنیاد رکھ دی جس پر مسلم مصنفوں نے عالی شان قصر تعمیر کیے۔ ”ذگر ہم بیام اللہ“، یہ آیت تاریخ کا ابتدائی نقطہ ہے جس نے ابن خلدون جیسے باکمال محقق پیدا کیے۔ علم کا تیسرا ذریعہ علم نفس ہے جس کا آغاز ”وفی انفسکم افلا تبصرون“ سے ہوتا ہے۔ اس علم کو حضرت ماجنید بغدادی اور ان کے رفقاء نے کمال تک پہنچایا۔ آخری ذریعہ صحیفہ فطرت ہے، جس پر قرآن کی بے شمار آیات دلالت کر رہی ہیں، مثلاً ”والی الارض کیف سلطت“۔ اس پر علماء انگلیس نے بہت توجہ مبذول کی۔ (اس کے بعد) علامہ اقبال نے کہا کہ موجودہ دنیا اپنے تمام علوم و تہذیب اور صنائع و بداع سمیت مسلمانوں کی مخلوق ہے
- ۱۹۔ ماجنید الہبیان، امرت سر، دیمبر ۱۳۹۱ء
- ۲۰۔ سیرہ ہشام، ج: ۱، دارالعرفہ بیروت لبنان، ص ۳۳۸۔
- ۲۱۔ سیرہ الصحابیات مع اسوہ صحابیات، شعید انصاری و سلیمان ندوی، مکتبہ الحجیر، ۲۰۰۲ء، لاہور، ص ۱۱۲۔
- ۲۲۔ اسرار الغائب، اشیر جزری، ج ۵، دارالعرفہ، بیروت، لبنان، ص ۳۶۵۔